تحقیقی فتوی سید زادی کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا

القول الجید فی عظمت بنات السیّد

تعمیل بحکم عالی مرتبت پیر طریقت شیخ الحدیث

علامہ مولانا پیر سید ظفر علی شاہ مہروی دامت برکاتہم العالیہ

مرتب

علامہ محمد عبد المجید اویسی

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ تحصیل کہروڑ پکا ضلع لودھراں

نام: القول الجید فی عظمت بنات السید

مؤلف: علامہ محمد عبد المجید اویسی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ کہروڑ پکا لودھراں

تعمیل بحکم: پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث پیر سید ظفر علی شاہ مہروی، جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

سن اشاعت: 2000

ناشر: جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

الحمدلله الذی خلق الناس من نفس واحده وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء وارسل رسلہ یہدی بہم من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجهم من الظلمات الی النور بفضلہ العام و فضل علیہم بنبینا اکرم الاولین والآخرین محمدا خاتم النبیین سیدالانام و میز لنجاتہم الحلال والحرام والصلوہ والسلام علیٰ من ارسلہ کافتہ للناس بشیرا و نذیرا الذی یزکیہم و یطہرہم تطہیرا وعلی آلہ الطیبین الطاہرین المعظمین المکرمین و اصحابہ بادابہ المؤدبین الذین بذلوا جہدهم لاقامتہ الدین۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد بندہ ناچیز محمد عبد المجید اویسی غفرلہ المولیٰ الحمید عرض گزار ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش کا فتویٰ جو کہ سید زادی کے ساتھ غیر کفو شخص کے نکاح کرنے کے جواز کے متعلق تھا بندہ کے پاس تصدیق کے لئے کوئی آدمی لے آیا بندہ نے چند زبانی نصائح کے بعد جلدی میں بجائے تصدیق کے یہ کہ کر دستخط کر دیئے کہ سیدہ کے اولیاء کی رضا کے باوجود بھی غیر کفو پر لازم ہے کہ اپنی دارین کی بہتری کے لئے سید زادی کے ساتھ نکاح کرنے سے پرہیز کرے، پھر چھ ماہ بعد وہی فتویٰ مرتب کر کے تصدیقی دستخط کرانے کے لئے کوئی صاحب لے آیا، بندہ نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا اور وہ خائب وخاسر ہی واپس ہوا، پھر بندہ نے اس مسئلہ کے متعلق کچھ مواد جمع کیا اور فاضل جلیل عالم نبیل عمدۃ المدرسین حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں عرض کیا اور آپ نے حضرت والا جاہ عالی مرتبت پیر طریقت علامہ فہامہ حضرت مولانا سید ظفر علی شاہ مہروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں گوش گزار کیا تو آپ نے حکم فرمایا کہ وہ مواد آپ کی خدمت میں پیش کروں لیکن غفلت کی وجہ سے بندہ وہ جمع کردہ مواد محفوظ نہ کر سکا اور دوسرے کاغذات میں مخلوط ہو کر نایاب ہو گیا، آپ کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل اپنے لئے سعادت دارین سمجھتے ہوئے از سر نو اس مواد کو جمع کیا جو کہ قارئین کرام کی زیر نظر ہے اور اس کا نام "**القول الجید فی عظمت بنات السید**" رکھا۔ بندہ ناچیز اس قابل نہیں تھا کہ یہ کام سرانجام دیتا بس حضرت موصوف کی نظر شفقت سے یہ خدمت سرانجام ہوئی، اصحاب نظر کی قدیمی روش ہے کہ اپنی نظر عنایت سے ہر کہ کو مہ بناتے رہتے ہیں۔ اہل علم حضرات سے گزارش ہے کے ناچیز کے سقم کو صحت سے بدل کر شکریہ کا موقع بخشیں اور اس سقمی عیب کو اپنے تک محدود رکھیں۔

چو حرفے پسند آیدت از ہزار ، بمردی کے دست از تعنت بدار

اللہ تعالی کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعاہے کہ اس خدمت کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے،اور فقیر کے لیے دارین میں باعث سرفرازی کرے۔

نکاح قید اور غلامی ہے:

نکاح حقیقتا عورت کے لیے غلامی اور قید ہے۔اس کو نسل انسانی بڑھانے کی ضرورت کی بنیاد پر برداشت کیا گیا ہے۔لیکن غیر کفو میں عورت اور اس کے اولیاء کی رضا کے ساتھ نکاح کرنا اگرچہ شرعا جائز ہے، لیکن زائد از ضرورت ہے جو بڑی ذلت ہے اور نفس کو ذلیل کرنا شرعا حرام ہے اس لئے تو حکم ہوا کہ اپنی عورتوں کا نکاح کفو میں کرو۔

عقد نکاح عمر بھر کے لئے ہوتا ہے:

نیز عقد نکاح عمر بھر کے لئے ہوتا ہے جو کہ زوجین (میاں بیوی) کی آپس میں محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنے اور سسرالی رشتہ داری کی بنیادیں مضبوط کرنے کے بلند اور اعلیٰ اغراض پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ مقاصد اور اغراض عادتا کفو میں پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔لہذا عورتوں اور ان کے اولیاء کو چاہیے کہ نکاح اپنے کفو میں کریں تاکہ اللہ تعالی جل مجدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

نکاح میں کفو معتبر ہے:

سنن دار قطنی کتاب النکاح صفحہ 245 جلد نمبر 3 اور درایہ علی ہامش الہدایہ صفحہ 319 جلد 2 پر ہےو النظم من الاول۔

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تنكحوا النساء الا الاكفاء ولا يزوجهن الا الاولياء ولا مهر دون عشرة دراهم

ترجمہ:

عورتوں کا نکاح صرف کفو میں کرو اور انکا نکاح صرف اولیاء کر دیں اور مہر دس درہم سے کم نہ ہو،

اور سنن کبری للامام البیہقی کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءہ صفحہ 133 جلد 7 پر ہے:

عن على ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يا على ثلاث لا توخر الصلاة اذ اتت والجنازه اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفوا

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی کہ بے شک آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تین چیزوں کو وقت سے نہ ٹالنا۔

نماز جب اس کا وقت آجائے۔

جنازہ جب حاضر ہو۔

بیوہ عورت (بے شوہر عورت) جب اس کا کفو دستیاب ہو۔ (اس کے نکاح کر دینے میں تاخیر نہ کریں)

عن ابرھیم بن محمد بن طلحہ قال قال عمر رضی اللہ عنہ لا ینبغی لذوات الاحساب تزوجن الا من الاکفاء

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شریف الاصل عورتوں کو لائق نہیں کہ وہ غیر کفو میں نکاح کریں۔

نکاح ازدواجی حقوق ادا کرنے اور آپس میں پیار و محبت سے زندگی گزارنے اور سسرالی رشتہ مضبوط کرنے پر مشتمل ہے:

تبیین الحقائق فصل فی الاکفاء صفحہ 128 جلد 2 پر ہے:

اعلم ان الکفاءہ معتبرہ فی النکاح لما روی جابر انہ علیہ الصلاۃ والسلام قال الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء ولان النکاح یعقد للعمر و یشتمل علی اغراض و مقاصد کالازدواج والصحبت والالفت وتاسیس القربات ولا ینتظم ذلک عادتنا الا بین الاکفاء ولانھم یتعیرون بعدم الکفاءہ فیتضرر الاولیاء بہ۔

ترجمہ: جان لے کہ بے شک نکاح میں کفو معتبر ہے، کیونکہ حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ بے شک حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سن لو! عورتوں کا نکاح صرف اولیاء کر دیں اور نکاح صرف کفو میں کریں، کیونکہ عقد نکاح عمر بھر کے لیے کیا جاتا ہے اور ازدواجی حقوق کے ادا کرنے اور میاں بیوی کا آپس میں محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنے اور سسرالی رشتہ داری کی بنیادیں مضبوط کرنے کے بلند مقاصد اور اعلی اغراض پر مشتمل ہے، اور یہ مقاصد اور اغراض عادتا کفو میں ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور (نکاح میں کفو اس لئے معتبر ہے) کیونکہ مسلمان غیر کفو میں نکاح کر دینے کو عیب سمجھتے ہیں پس (غیر کفو میں نکاح کرنے سے) لڑکی کے اولیاء کو تکلیف پہنچے گی۔

شریف النسل عورت ادنی آدمی کے ساتھ نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتی:

بحر الرائق فصل فی الاکفاء صفحہ 127 جلد 3 پر ہے:

وھی معتبرہ فی النکاح لان المصالح انما ینتظم بین المتکافین عادتنا لان الشریفہ تابی ان

تکون متفرشة للخسیس بخلاف جانبہا لان الزوج متفرش فلا یغیظہ دفاءة الفراش۔

ترجمہ: اور کفو نکاح میں معتبر ہے کیونکہ نکاح کے حقوق اور ذمہ داریاں عادتاً کفو میں قائم ہوتے ہیں کیونکہ شریف عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ وہ رذیل حقیر آدمی کی بیوی ہووے بخلاف اس کے کہ ادنی عورت شریف النسل آدمی کی بیوی ہووے کیونکہ جب خاوند افضل ہو تو اس کی بیوی کا ادنی ہونا اس کے لئے باعث عار نہیں ہے۔

ھدایہ فصل فی الکفاءہ صفحہ 319 جلد 2 پر ہے:

(الکفاءة فی النکاح معتبرة) قال علیہ السلام الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء ولان انتظام المصالح بین المتکافین عادة لان الشریفة تابی ان تکون متفرشة للخسیس فلا بد من اعتبارھا۔

نکاح میں کفو معتبر ہے، کیونکہ حضور پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سن لو! عورتوں کا نکاح صرف اس کے اولیآء کر دیں اور عورتیں صرف اپنے کفو میں نکاح کریں، کیوں کہ نکاح کی خوبیاں اور بھلائیاں عادتاً کفو میں حاصل ہوتیں ہیں کیونکہ شریف الاصل عورت ناپسند کرتی ہے کہ وہ رذیل آدمی کا بچھونا بنے لہذا نکاح میں کفو ضروری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شریف النسل عورت کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع فرماتے ہیں:

فتح القدیر فصل فی الاکفاء صفحہ 292 جلد 3 پر ہے:

عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء و من ذلك ما رواه الحاكم وصححه من حديث علي انه علیه الصلاه و السلام قال له یا علي ثلاث لا تؤخرها الصلاة اذا اتت و الجنازة اذا حضرت و الایم اذا وجدت كفوا و قول الترمذي فيه لا اراه اسناده متصلا منتف بما ذكرناه من تصحيح الحاكم وعن عائشة ان النبي صلى الله عليه و سلم تخيروا لنطفكم وانكحوا الاكفاء۔

ترجمہ: حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ضرور ضرور شریف النسل عورتوں کی شرمگاہوں کو غیر کفو سے محفوظ رکھوں گا اور اسی مضمون کی حدیث جو کہ حضور مولائے کائنات سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے امام حاکم نے تصحیح کر کے روایت کی ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی تین چیزوں کو وقت سے نہ ٹالنا، ایک نماز جب اس کا وقت آ جائے (تو اس کو اس کے وقت میں ادا کرنا) اور جنازہ جب حاضر ہو (تو اس پر اس وقت نماز جنازہ پڑھنا) اور رانڈ عورت کا جب کفو میسر ہو تو (اس وقت اس کا نکاح کر دو)۔ امام حاکم کا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کو صحیح کہنا امام ترمذی کے اس قول کی نفی ہو گئی جو انہوں نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ تم اپنے نطفوں کے لیے اچھی عورتیں منتخب کرو اور نکاح کفو میں کر دو۔

یہی حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ سنن کبری امام بیہقی صفحہ 133 جلد 7 اور درایہ علی ہامش الہدایہ صفحہ 319 جلد 2 اور سنن ابن ماجہ باب الاکفاء صفحہ 141 پر موجود ہے۔

نیز اسی فتح القدیر کے صفحہ 193 جلد 3 پر ہے:

(قولہ ولان انتظام الخ) یعنی ان المقصود من شرعیة النکاح انتظام مصالح کل من الزوجین بالآخر فی مدة العمر لانہ وضع لتاسیس القربات الصہریة لیصیر البعید قریبا عضدا وساعدا یسرہ ما یسرک و یسوءہ ما یسوءک و ذلک لا یکون الا بالموافقة والتقارب ولا مقاربة للنفوس عند مباعدة الانساب والاتصاف بالرق والحریة ونحو ذلک (الی ان قال)فعقدہ مع غیر المکافی قریب الشبہ من عقد لاتترب علیہ مقاصدہ۔

ترجمہ: یعنی نکاح کے مشروع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ عمر بھر میاں بیوی کے حقوق ایک دوسرے کے ساتھ قائم رہیں، کیوں کہ نکاح اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ سسرالی رشتوں کی بنیادیں مضبوط کی جائیں تا کہ دور والا ایسا قریب مددگار اور معاون بن جائے کہ تمہاری خوشی اس کی خوشی ہو اور تمہارا غم اسی کا غم ہو اور یہ صرف موافقت اور قرابت میں ہوتا ہے اور نسبوں کی ایک دوسرے سے دوری کے وقت اور غلامی اور حریت سے موصوف ہونے کے وقت قرابت میسر نہیں ہوتی (الی ان قال) پس غیر کفو میں عقد نکاح کرنا اس عقد کے مشابہ ہے جس سے اچھے نتائج بر آمد نہ ہوں اور وہ عقد معنی خیز نہ ہو۔

در مختار باب الکفاءۃ علی ہامش الشامی صفحہ 344 جلد 2 پر ہے:

(قولہ الکفاءة معتبرة) فی ابتداء النکاح للزومہ او لصحتہ (من جانبہ) الرجل لان الشریفة تابی ان تکون فراشا لدنئ۔

ترجمہ: نکاح کے لازم یا صحیح ہونے کے لئے نکاح کی ابتدا میں مرد کی جانب سے عورت کا کفو ہونا معتبر ہے کیونکہ شریف الاصل عورت انکار کرتی ہے کہ رذیل آدمی کے نیچے ہو۔

فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح فصل فی الکفاءۃ صفحہ 123 جلد 1 پر ہے :

الکفاءة معتبرة فی النکاح

ترجمہ: نکاح میں کفو معتبر ہے۔

زوجین کے درمیان عادتاً مذاق چلتی رہتی ہے اور غیر کفو میں مذاق برداشت نہیں کی جاسکتی پس نکاح میں کفو لازمی قرار پایا:

اور بدائع فصل في الكفاءۃ صفحہ 317 جلد 2 پر ہے:

و لنا ما روي عن رسول الله صلى الله عليه و سلم انه قال لا يزوج الا الاولياء ولا يزوجن الا من الاكفاء و لا مهر أقل من عشرة دراهم ولأن مصالح النكاح تختل عند عدم الكفاءة لانها لا تحصل الا بالاستفراش والمرأة تستنكف عن استفراش غير الكفو وتعير بذالک فتختل

المصالح ولان الزوجين يجرى بينهما مباسطات فى النكاح لا يبقى النكاح بدون تحملها عادة والتحمل من غير الكفوامرصعب يثقل على الطباع السليمة فلا يدوم النكاح من عدم الكفاءة فلزم اعتبارها۔

ترجمہ: نکاح میں کفو معتبر اس لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کا نکاح صرف ان کے اولیاء کر دیں اور عورتیں نکاح صرف کفو میں کریں اور مہر دس درہم سے کم نہیں ہے، اور کیوں کہ غیر کفو میں نکاح کے خوبیوں اور مقاصد میں خلل پڑ جاتا ہے، کیوں کہ نکاح کے مقاصد صرف ہمبستری سے حاصل ہوتے ہیں اور عورت برا مناتی ہے کہ غیر کفو کے زیر دست ہو، پس غیر کفو کی وجہ سے نکاح کی خوبیاں ضائع ہو جائیں گی اور نکاح میں کفو اس لئے معتبر ہے کہ نکاح میں میاں بیوی کے درمیان مزاق، خوش مزاجی، بے تکلفی چلتی رہتی ہے اور عادتا اس خوش مزاجی کے بغیر نکاح کو بقا نہیں ہوتی اور غیر کفو میں سلیم طبیعتوں کے لئے مذاق کو برداشت کرنا بہت سخت امر ہے پس نتیجہ یہ نکلے گا کہ نکاح ہمیشہ نہیں رہے گا، پس نکاح میں کفو کا اعتبار لازمی قرار پایا۔

اور فتاویٰ ھندیہ الباب الخامس فی النکاح صفحہ 12 جلد 2 پر ہے:

الكفاءة معتبرة في الرجال للنساء للزوم النكاح كذا في محيط السرخسي

ترجمہ: محیط سرخسی میں ہے کہ نکاح کے لازم ہونے کے لیے عورتوں کے لئے مردوں کی جانب سے کفو معتبر ہے یعنی مرد و عورت کا جوڑ ہو اس سے کم نہ ہو۔

اور شرح وقایہ باب الولی والکفو صفحہ 28 جلد 2 پر ہے:

وتعتبر الكفاءة فى النكاح

ترجمہ: نکاح میں کفو معتبر ہے۔

غیر کفو میں نکاح کے مقاصد حاصل نہیں ہوتے:

عورت پر شوہر کا حاکم ہونا عورت کے لئے ایک قسم کی ذلت ہے:

مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو ذلیل کرے اور غیر کفو میں میں ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں ہے:

اور مبسوط سرخسی جلد سوم جزو پنجم صفحہ 23 پر ہے:

و هذا لان النكاح يعقد للعمر ويشتمل على اغراض و مقاصد من الصحبة و الالفة والعشرة وتاسيس القربات وذالک لا يتم الا بين الاكفاء وفى اصل الملک على المرأة نوع ذلة واليه اشار رسول الله صلى الله عليه و اله و سلم فقال النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته واذلال النفس حرام قال صلى الله عليه وآله وسلم ليس للمؤمن أن يذل نفسه وانما جوز ما

جوز منہ لاجل الضرورۃ وفی استفراش من لا یکافئہا زیادۃ الذل ولا ضرورۃ فی ھذہ الزیادۃ فلھذا اعتبرت الکفاءۃ.

ترجمہ: اور یہ یعنی نکاح کفو میں ہو کیونکہ عقد نکاح عمر بھر کے لئے ہوتا ہے اور نکاح ساتھ مل کر زندگی گزارنے اور ایک دوسرے سے محبت اور پیار کرنے اور مل جل کر رہنے اور رشتہ داریوں کی بنیادوں کو مضبوط کرنے پر مشتمل ہوتا ہے جو نکاح کے بہترین اغراض اور مقاصد ہیں، اور یہ مقاصد صرف کفو میں پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور اصل میں شوہر کا بیوی پر حاکم ہونا عورت کے لیے ایک قسم کی ذلت ہے اور اسی کی طرف حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نکاح عورت کے حق میں غلامی ہے، لہذا تمہیں غور و فکر کرنا چاہئے کہ تم اپنی لخت جگر کو کس کی حکمرانی میں دے رہے ہو؟ اور خود کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو ذلیل کرے۔ اور نکاح میں جو کچھ (ہمبستری وغیرہ) جائز قرار دیا ہے وہ ضرورت کی بنیاد پر ہے، اور غیر کفو کی ماتحتی زیادہ ذلت ہے اور زیادہ ذلت کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا (اس بلاضرورت ذلت سے بچنے کے لیے نکاح میں عورت کے لئے) کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔

غیر سید کا سیدزادی سے نکاح کرنا اس کو غلام بنانا اور ایذا پہنچانا ہے، جو حضور پاک ﷺ کو ایذا دینے کا باعث ہے۔ لہذا ہم دینی خیر خواہی کی بنیاد پر دونوں کو نکاح کرنے سے منع کریں گے:

اور بدائع کتاب النکاح فصل في ولایۃ الندب صفحہ 247 جلد 2 پر ہے:

واما نفسہ فانہ رق واسر قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النکاح رق فلینظر احدکم این یضع کریمتہ وقال علیہ الصلاۃ والسلام اتقوا اللہ فی النساء فانھن عندکم عوان ای اسیرات والارقاق اضرار واما حکمہ فانہ ملک فالزوج یملک التصرف فی منافع بضعھا استیفاء بالوطی واسقاطا بالطلاق و یملک حجرھا عن الخروج والبروز عن التزوج بزوج واما ثمرتہ فالاستفراش کرھا و جبرا ولا شک ان ھذا اضرار الا انہ قد ینقلب مصلحتہ وینجبر ما فیہ من الاضرار اذا وقع وسیلۃ الی المصالح الظاھرۃ والباطنۃ.

ترجمہ: اور خود نکاح بے شک یہ قید اور غلامی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح عورت کے حق میں غلامی ہے پس تم غور سے سوچو کہ تم اپنی پیاری بیٹیوں کو کس کے پنجے میں رکھ رہے ہو؟۔ اور حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ تمہاری قیدنیاں ہیں۔ اور کسی کو غلام بنانا اس کو تکلیف و ایذا پہنچانا ہے۔(پس غیر کفو کا سیدزادی سے نکاح کرنا اس کو اپنا غلام بنانا اور اس کو ایذا پہنچانا ہے، جو حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا پہنچانے کا باعث ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذا دینے والے پر دونوں جہان میں لعنت ہے۔ لہذا ہم سیدہ اور اسکے غیر کفو کو آپس میں نکاح کرنے سے منع کریں گے جیسا کہ حضور فاروق اعظم کا منع کرنا پہلے بیان ہو چکا ہے) اور نکاح کا حکم یہ ہے کہ زوج

مالک بن جاتا ہے، عورت کی شرمگاہ میں ہمبستری کا پورا حق حاصل کرنے اور طلاق کو ختم کرنے میں تصرف کرتا ہے، بیوی کو گھر سے باہر نکلنے اور دوسرے آدمی سے شادی کرنے سے روکنے کا مالک بن جاتا ہے، اور نکاح کا ثمرہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو جبرا بچھونا بنانے کا حق رکھتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ ایذا دینا ہے، لیکن جب یہ ایذا ظاہری و باطنی خوبیوں کا وسیلہ ثابت ہو جائے تو یہ ایذا رسانی مصلحت بن جاتی ہے اور ایذا رسانی کی تلافی ہو جاتی ہے۔

اور سنن کبری للامام البیہقی کتاب النکاح باب الترغیب فی التزوج من ذی الدین والخلق المرضی صفحہ 82 جلد 7 پر ہے:

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما انہا قالت انما النکاح رق فلینظر احدکم این یرق عتیقتہ۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نکاح عورت کے حق میں غلامی ہے تم دیکھ لو کہ اپنی عظمت والی بیٹی کو کس کے سپرد کر رہے ہو؟

اور جامع ترمذی جلد اول ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا صفحہ 139 اور ابن ماجہ باب حق الامراۃ علی الزوج صفحہ 133 پر ہے:

عن سليمان بن عمرو بن الاحوص قال حدثني ابي انه شهد حجة الوداع مع رسول الله صلى الله عليه و اله و سلم فحمد الله واثنى عليه و ذكر و وعظ فذكر في الحديث قصة فقال الا واستوصوا في النساء خيرا فانما هن عوان عندكم ليس تملكون منهن شيئا غير ذلك الا ان ياتين بفاحشة مبينة فان فعلن فاهجروهن في المضاجع واضربوهن ضربا غير مبرح فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا الا ان لكم على نسائكم حقا و للنسائكم عليكم حقا فاما حقكم فلا يؤطئن فرشكم من تكرهون ولا ياذن في بيوتكم الا و حقهن عليكم ان تحسنوا اليهن في كسوتهن و طعامهن هذا حديث حسن صحيح و معنى قوله عوان عندكم يعني اسرى في ايديكم

ترجمہ: حضرت سلیمان بن عمرو فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی عمرو بن احوص نے حجۃ الوداع کا عینی مشاہدہ بیان فرماتے ہوئے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان فرمائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں تاکیدا اچھی نصیحت حاصل کر لو عورتیں تمہارے ہاں تمہاری قیدنیاں ہیں اس کے بغیر ان پر تمہاری کوئی ملکیت نہیں ہے ہاں اگر کھلی بے حیائی کا کام کریں، پس اگر بے حیائی کا کام کر لیں تو ان سے علیحدہ سو جاؤ (ان سے صحبت نہ کرو بات چیت ترک کر کے مکمل طور پر بائیکاٹ کر دو کہ اس سے بہتر عورت کا کوئی علاج نہیں۔) اور انہیں ایسا مارو کہ اس سے سخت تکلیف نہ ہو، پس اگر تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم کی کوئی راہ نہ چاہو، سن لو تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔ تم مردوں کا حق یہ ہے کہ دوسرے مرد کو اپنے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہ

دیں،(عرب کے لوگوں کی عادت تھی کہ غیر محرم مرد عورتوں سے ہم کلام ہوتے تھے اور اس کو عیب نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ پردہ کا حکم نازل ہوا) یا یوں ترجمہ کریں کہ تمہاری رضا کے بغیر تمہارے کسی ناپسند محرم یا عورت کو گھر میں داخل ہونے اور بیٹھنے کی اجازت نہ دیں، سنو عورتوں کے حق تمہارے اوپر یہ ہیں کہ ان کے لباس اور طعام میں ان کے ساتھ بھلائی کرو۔

مرد عورتوں پر افسر ہیں:

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم

ترجمہ:

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے۔

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ مرد کو عورت پر دو وجہ سے بزرگی ہے ایک ذاتی دوسری عارضی، ذاتی فضیلت مرد ہونا ہے، عارضی فضیلت عورت کو خرچہ دینا ہے۔ خوب یاد رکھیں کہ مرد کی جنس عورت کی جنس سے افضل ہے۔ ذاتی فضیلت سے مراد یہی ہے یہ مراد نہیں کہ مرد کا ہر فرد عورت کے ہر فرد پر افضل ہے۔ ہم جیسے لاکھوں آدمی سیدہ فاطمہ الزہرا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھما کے نعلین (جوتا مبارک) کے برابر بھی نہیں ہیں۔ جنس اور چیز ہے اور فرد کچھ اور ہے۔ غیر کفو سید زادی کے ساتھ نکاح کرنے پر حریص ذرا سوچے کہ سید زادی کے ساتھ نکاح کر کے کس باعظمت خاتون پر افسر بن رہا ہے اسی طرح سید زادی اور اس کے اولیاء اپنی عظمت شان کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح کر کے کس کو سید زادی کا افسر بنایا جا رہا ہے؟

غیر کفو میں نکاح کرنا جینا نہیں مرنا ہے:

اور ردالمختار باب الولی صفحہ نمبر 334 جلد 2 پر ہے:

قوله ينعيها النفي هو الاخبار بالموت وهو تكمله اشاربه الي ان من نكحت غير كفو فكانها ماتت

یعنی جس عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا وہ مر گئی۔

اور صحیح بخاری مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 526 جلد 1 پر ہے:

عن ابي بكر قال ارقبو محمدا في أهل بيته۔

یعنی حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت کرام کے حق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کی نگرانی کرو۔

معلوم ہوا کہ غیر کفو کا سید زادی سے نکاح کرنا اور اس کا افسر ہونا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ڈھا دینا ہے معاذ اللہ تعالی۔

غیر سید، سیدزادی سے نکاح کر کے سیدہ فاطمہ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ناراض کر رہا ہے:

عن المسور بن المخرمۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال فاطمة بضعة مني فمن اغضبها اغضبني۔

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم پاک کا حصہ ہیں جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

ظاہر ہے کہ جس غیر کفو نے سیدزادی کے ساتھ نکاح کر کے اس کو اپنی غلامی اور قید میں رکھا اور اس پر افسر بن بیٹھا سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ناراض کیا اور سیدہ نساء العالمین کو ناراض کرنا حضور کو ناراض کرنا ہے، پس جو غیر کفو سیدزادی سے نکاح کرتا ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناراض کر رہا ہے۔

اور صحیح بخاری باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 528 جلد 1 پر ہے:

عن الزهري حدثني علي بن الحسين ان مسور بن المخرمة قال إن عليا خطب بنت ابي جهل فسمعت بذالک فاطمة فاتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یزعم قومک انک لا تغضب لبناتک وھذا علی ناکح بنت ابی جہل فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسمعتہ حین تشہد یقول اما بعد فانی انکحت ابا العاص بن الربیع فحدثنی و صدقنی وان فاطمة بضعة مني وانی اکرہ ان یسوءھا واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجل واحد فترك علي الخطبة

ترجمہ: امام زہری نے کہا کہ مجھے حضرت علی (زین العابدین) بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے حدیث بیان کی کہ حضرت مسور بن مخرمہ نے کہا کہ بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا، پس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئیں اور کہا کہ آپ کی قوم کے لوگوں کو گمان ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کی طرفداری نہیں فرماتے اور یہ حضرت علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی تو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا میں نے اپنی لخت جگر (حضرت سیدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ کر دیا پس اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچی بات کی اور بے شک سیدہ فاطمہ میرے جسم کا جزو ہیں میں انکی غمگینی کو پسند نہیں کرتا اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی صاحبزادی اور ابوجہل کی لڑکی ایک آدمی کے پاس جمع نہیں ہونگی۔ پس حضرت علی نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اس سے ثابت ہوا کہ سیدزادی کو چاہیئے کہ اپنی عظمت کو محفوظ رکھے اور غیر کفو میں نکاح کر کے اپنی عظمت شان کو ضائع نہ کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سیدہ کی موجودگی میں دوسرا نکاح حلال ہونے کے باوجود منع فرمایا:

نیز اسی میں باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 438 جلد 1 پر ہے کہ حضرت علی بن حسین جب واقعہ کربلا سے مدینہ پاک واپس آئے تو آپ کو حضرت مسور بن مخرمہ نے کہا:

ان علی بن ابی طالب خطب بنت ابی جہل علی فاطمة فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب الناس فی ذالک علی منبرہ ھذا وانا یومئذ لمحتلم فقال ان فاطمة منی وانا اتخوف ان تفتن فی دینیات ثم ذکر صہرا لہ من بنی عبد شمس فاثنی علیہ فی مصاہرتہ ایاہ قال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفی لی وانی لست احرم حلالا ولا احرم حلالا ولکن واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ وبنت عدواللہ ابدا

ترجمہ: کہ بے شک حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اس معاملے کے متعلق (منبر کی طرف اشارہ کیا) اس منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے سنا اور میں اس وقت بالغ تھا آپ نے فرمایا بے شک بی بی فاطمہ مجھ سے ہیں اور (سیدہ کی موجودگی میں حضرت علی کا دوسری عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے) میں خوف کرتا ہوں کہ سیدہ فاطمہ اپنے دین کے متعلق (ازدواجی حقوق کے متعلق) آزمائش میں مبتلا ہوں پھر آپ نے بنی عبد شمس سے اپنے داماد (حضرت ابوالعاص) کا ذکر فرمایا کہ میرے ساتھ سچی بات کی اور وعدہ کیا تو پورا کیا۔ اور بے شک میں حلال کو حرام نہیں کرتا اور حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی لخت جگر اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ہمیشہ تک جمع نہیں ہو نگی۔

نیز صحیح بخاری کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ فی الغیرۃ والا تصاف صفحہ 787 جلد دوم

ابوداؤد کتاب النکاح باب مایکرہ ان یجمع بینھن من النساء صفحہ 282 جلد 1.

صحیح مسلم کتاب فضائل باب من فضائل فاطمة صفحہ 290 جلد 1 پر ہے:

عن المسور بن المخرمة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھشام بن مغیرہ استاذونی فی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا آذن ثم لا آذان ثم لا آذان الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم فانما ھی بضعة منی یربنی ما را بہا ویوذینی ما اذاھا۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرما رہے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں تو میں اجازت نہیں دوں گا اجازت نہیں دوں گا اجازت نہیں دوں گا، ہاں یوں ہو سکتا ہے کہ علی ابن ابی طالب میری لخت جگر کو طلاق دے دیں اور بنی ہشام کی لڑکی سے نکاح کر لیں یہ اس لیے کہ میری بیٹی مجھ سے ہے یعنی میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو چیز ان کو غمگین کرتی ہے وہ مجھے غمگین کرتی ہے اور جو چیز

انہیں ایذا دیتی ہے وہی چیز مجھے ایذا دیتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال العلماء فی ھذا الحدیث تحریم ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکل حال وعلی کل وجہ وان تولد ذالک الایذاء مما کان اصلہ مباحا وھو فی ھذا بخلاف غیرہ قالوا وقد اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باباحۃ نکاح بنت ابی جہل لعلی بقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لست احرم حلالا ولکن نہی عن الجمع بینہما لعلتین منصوصتین احدھما ان ذالک یؤدی الی اذی فاطمۃ فیتاذی حینئذ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہلک من اذاہ فنہی عن ذالک لکمال شفقتہ علے علی وعلی فاطمۃ والثانیۃ خوف الفتنۃ علیھا بسبب الغیرۃ.

ترجمہ: اس حدیث کے متعلق علماء نے کہاہے کہ ہر حال میں اور ہر وجہ پر حضور نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا حرام ہے، اگرچہ جائز کام کرنے سے ایذا پہنچ رہی ہو۔ یہ حکم دوسروں کا نہیں ہے یہ حکم صرف آپ کے ساتھ خاص ہے۔ علماء نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لست احرم حلالا (میں حلال کو حرام نہیں کرتا) فرما کر یہ بتادیا کہ ابو جہل کی لڑکی سے حضرت علی کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن اپنی پاک صاحبزادی کی موجودگی میں حضرت علی کو ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرما دیا۔ اس کی دو وجہیں ہیں جو اپنے ارشاد فرمادیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ پاک شہزادی کی موجودگی میں دوسرے نکاح سے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کو ایذا پہنچے گی، پس آپ کی ایذا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچے گی۔ پس وہ ہلاک ہو جائے گا جو آپ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ پس آپ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ پر کمال شفقت فرماتے ہوئے حضرت علی کو ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا۔ اور دوسری وجہ منع کرنے کی یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ پر غیرت کی وجہ سے آزمائش نہ ہو اور آپ آزمائش سے بچ جائیں۔ (عمدۃ القاری جلد ہشتم جزو پندرہویں باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 34)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگرچہ سیدہ طیبہ طاہرہ کی موجودگی میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے لیے دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز تھا لیکن سیدہ کی ایذا کی وجہ سے جو کہ اصل میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا دینا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا اور آپ بھی رک گئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذاء دینے کا یہ بہت بڑا سبب ہے کہ غیر کفو کا آدمی سیدزادی کے ساتھ نکاح کر کے اس کو اپنی غلامی اور قید میں لائے اور اس کو زندگی کے ہر گوشے میں اپنا محتاج بنا کر رکھ دے اور اس کا افسر بن بیٹھے اور اس کو اپنی خادمہ بنا لے۔

اگرچہ سیدزادی کا نکاح اسکی اور اس کے اولیاء کی رضا و رغبت سے غیر کفو میں شرعا جائز و حلال ہے لیکن بایں حیثیت کہ سیدزادی کا نکاح میں لانا اس کو اپنی غلامی اور قید میں لانا ہے اور حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا پہنچانا ہے اور آپ کی آل اطہار کے متعلق

آپ کے ادب واحترام کو نظر انداز اور چھوڑ دینا ہے۔ اس لیے اس سے بچنا ازبس ضروری ہے۔ اور آپ کو مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کام جس سے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات پاک کو ایذا پہنچے اس کا کرنا حرام ہے، اگرچہ وہ کام شرعاً حلال و جائز ہو۔

حضرت مسور نے حضرت حسن مثنیٰ کو ان کے ہاں سید زادی کی موجودگی میں اپنی لڑکی کا رشتہ سید زادی کے احترام کی وجہ سے نہیں دیا:

مرقات شرح مشکوۃ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم صفحہ 375 جلد 11 پر ہے کہ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسور بن مخرمہ صحابی کے پاس ان کی صاحبزادی کے رشتے کا پیغام بھیجا آپ نے فرمایا، آپ عشاء کے وقت میرے پاس تشریف لانا جب آپ تشریف لائے حضرت مسور نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد آپ کی خدمت میں کہا کہ کوئی نسب اور کوئی سبب اور کوئی سسرالی رشتہ میرے نزدیک تمہارے نسب اور تمہارے سسرالی رشتہ سے محبوب تر نہیں ہے لیکن حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ بی بی فاطمہ علیہا السلام میرے جسم کا حصہ ہیں ہر وہ چیز جو اون کو بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے اور ہر وہ چیز جو ان کو خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے اور بے شک قیامت کے دن تمام نسب ٹوٹ جائیں گے مگر میرا نسب ہو اور میرا سبب اور میرا سسرالی رشتہ نہیں ٹوٹے گا، اور آپکی زوجیت میں حضور کی صاحبزادی یعنی حضرت امام عالیمقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں پس اگر میں اپنی بیٹی کا رشتہ ان کی موجودگی میں آپ کو دوں تو یہ اس کے لئے ناخوشی اور بے چینی کا سبب ہو گا۔ یہ عذر پیش کر کے رشتہ نہ دیتے ہوئے چلے گئے۔

حالانکہ حضرت مسور کا اپنی بیٹی حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دینا شرعاً ممنوع نہیں تھا پس رشتہ اس لئے نہیں دیا کہ اس سے حضور پاک اور سیدہ فاطمہ زہرا علیہا الصلاۃ والسلام کو ایذاء پہنچتی جو حضرت مسور کے لیے ہلاکت کا باعث تھی۔

پس سید زادی کا نکاح اس کی اور اس کے اولیاء کے رضا وخوشی سے غیر کفو میں کر دیں تو غیر کفو پر لازم ہے کہ اس کے انجام پر نظر کرتے ہوئے ہرگز ہرگز سید زادی سے نکاح نہ کرے کیوں کہ اس میں سید زادی کی توہین ہے، اور حضور پاک شاہ لولاک کو ایذا پہنچانا ہے کہ سید زادی کو اپنی غلامی اور قید میں لے لیا ہے جو کہ سید زادی کے ساتھ نکاح کرنے والے کے لیے باعث ہلاکت ہے۔

یہ بڑا تعجب ہے کہ غیر کفو سید زادی کو سیدہ بھی مانے اور اس پر درود بھی بھیجے پھر اس کے ساتھ نکاح کر کے اس کو اپنی قید اور غلامی میں لا کر اس کی توہین کرے، یاللعجب!

اسی مرقات میں حضرت مسور کا مذکورہ بالا واقعہ بیان کر کے فرمایا جس طرح زندہ کی عظمت شان کی رعایت ضروری ہے اسی طرح اس کے وصال کے بعد بھی ضروری ہے۔ بس اب بھی حضور پاک اور آپکی پیاری لخت جگر کی عظمت وشان کی رعایت ضروری کرتے

ہوئے غیر کفو پر لازم ہے کہ سیدزادی سے نکاح کرنے کی جرت نہ کرے۔

مانا کہ غیر کفو میں سیدزادی کا نکاح اسکی اور اس کے اولیاء کی رضا سے شرعا جائز ہے فرض اور واجب نہیں ہے، جس کے کرنے پر زور دیا جائے اور فتوے شائع کیے جائیں۔ لیکن انجام کار کے پیش نظر نہ کرنا افضل اور اولیٰ ہے اور کرنا ممنوع ہے۔

بہت سے جائز کام مسلمانوں نے بدانجامی کی وجہ سے ترک کردیئے ہیں:

بہت سے جائز کام ایسے ہیں جن کو مسلمانوں نے انجام کار کی بناپر التزاما چھوڑا ہوا ہے۔ اگر خام شرع غور سے کام لے تو اس کو اس کی بہت سی مثالیں دستیاب ہونگی۔

مثلاً جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے اور نماز جمعہ اور عیدین کی نماز ادا کرنے کے لئے عورتوں کو شرعا مسجدوں اور عیدگاہ میں جانیکی اجازت ہے اور اجازت بھی ایسی مؤکد کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے نے کہا کہ اب ہم اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے سے ضرور منع کریں گے تو اس پر حضرت ابن عمر نے اپنے بیٹے کو گالیاں دیں عمر بھر اس سے بات چیت کرنا چھوڑ دی۔

مشکوۃ باب الجماعت و فضلها صفحہ 97 عن بلال بن عبد الله بن عمر عن ابیہ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم لا تمنعوا النساء حظوظهن من المساجد اذا استاذنكم فقال بلال والله لنمنعهن فقال لہ عبد الله اقول قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم و تقول انت لنمنعهن و فی روایت سالم عن ابیہ قال فاقبل علیہ عبد الله فسبہ سبا ما سمعت سبہ مثلہ قط وقال اخبرک عن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم وتقول والله لنمنعهن رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر کے بیٹے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہم اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی سعادت سے نہ روکو جب کہ تم سے اجازت طلب کریں، بلال نے کہا کہ ہم عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکیں گے، تو حضرت عبد اللہ نے اپنے بیٹے بلال کو کہا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ سلم نے فرمایا ہے اور تو کہتا ہے کہ ہم ان کو ضرور روکیں گے اور حضرت سالم اپنے باپ عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ اپنے بیٹے بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو ایسی گالیاں دیں کہ میں نے ایسی گالیاں آپ سے ہر گز نہیں سنیں۔ اور فرمایا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی حدیث بتاتا ہوں، تو کہتا ہے کہ اللہ کی قسم ہم عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے ضرور روکے گے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وعن مجاہد عن عبد الله بن عمر ان النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال لا یمنعن رجل اهلہ ان یاتوا المساجد فقال ابن لعبد الله بن عمر فانا نمنعهن فقال عبد الله احد شک عن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم و تقول هذا قال فما كلمہ عبد الله حتی مات ۔ رواہ احمد۔

ترجمہ: حضرت مجاہد حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ کوئی آدمی اپنی عورت کو مسجد میں جانے سے نہ روکے تو حضرت عبد اللہ بن عمر کے بیٹے نے کہا کہ تحقیق ہم عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکیں گے، تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو کہا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے ؟۔ راوی نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیٹے سے عمر بھر کلام نہ کیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

صحیح بخاری باب استیذان المراۃ زوجھا بالخروج الی المسجد صفحہ 120 جلد 1 پر ہے:

عن عبد الله عن النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال اذا استاذنت امرأة احدکم فلا یمنعها

ترجمہ: حضرت عبد اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی ایک کی عورت اجازت طلب کرے تو اس کو نہ روکے (مسجد میں آنے سے)

لیکن زمانہ کے لوگوں میں فساد آنے کی وجہ سے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے اور نماز جمعہ اور عیدین کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجدوں اور عید گاہ سے روک دیا گیا ہے۔ اسی بد انجامی اور فساد کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا مسجدوں میں عورتوں کے جانے کو نہ پسند فرماتیں اور فرماتی تھیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے موجودہ حال کو پاتے تو آپ ان کو مسجدوں میں حاضر ہونے سے منع فرماتے۔

صحیح البخاری باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس صفحہ 120 جلد 1 پر ہے:

عن عائشہ قالت لو ادرک رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل فقلت لعمرة او منعن قالت نعم۔

ترجمہ: سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی اس نئی حالت کو پاتے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔(اس حدیث کا راوی یحییٰ بن سعید کہتا ہے کہ) میں نے عمرہ (اسی حدیث کو حضرت عائشہ سے روایت کرنے والی ہے) کو کہا کہ کیا پھر عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا گیا تھا تو انہوں نے کہا ہاں روک دیا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ بد انجامی کی وجہ سے جائز کام سے منع کرنا اولیٰ ہے، شراب اور جوا کو بھی اسی بنیاد پر حرام کیا گیا ہے کہ ان کے نفع سے ان کی برائی زیادہ ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما.

(سورہ بقرہ)

ترجمہ: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرماؤ کے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیاوی نفع بھی ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

پس غیر کفو کو سید زادی سے نکاح کرنا نفع ہے لیکن اس کے نفع سے گناہ بہت زیادہ ہے کہ اس سے حضور پاک کو ایذا پہنچتی ہے، اور جو حضور پاک کو ایذا پہنچائے اس پر دونوں جہان میں لعنت ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا و الاخره واعد لهم عذابا مهينا.

(سورہ احزاب)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ہر آدمی کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ کافر ہو:

نیز کافر اور جنبی وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے لیکن اس کو وضو اور غسل اور پینے کے واسطے استعمال کرنے کے لئے کوئی مسلمان تیار نہیں ہے۔

ھدایہ فصل فی الاسار صفحہ 44 جلد 1 پر ہے:

وسور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاھر و یدخل فی ھذا الجواب الجنب والحائض والکافر۔

ترجمہ: آدمی کا جھوٹا اور اس جانور کا جھوٹا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے کیونکہ جوٹھے میں لعاب ملا ہوا ہے، اور لعاب پاک گوشت سے پیدا ہوا ہے اور اسی جواب میں جنبی اور حائض والی عورت (اسی طرح نفاس والی) اور کافر داخل ہیں یعنی ان کا جھوٹا پاک ہے۔

انسان کا گوشت پاک ہے اس کی حرمت کی وجہ سے نہیں کھایا جاتا:

نیز انسان کا گوشت پاک ہے لیکن اس کی حرمت کی وجہ سے اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ سید زادی کی عظمت اس سے کہیں زیادہ ہے لہذا غیر کفو میں اسکا نکاح ممنوع ہے۔

اسی طرح آدمی کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن اس کی حرمت کی وجہ سے اس کے دوسرے اجزاء کی طرح اس کے چمڑے کو استعمال میں لانا ممنوع ہے۔

انسان کے اجزاء سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں:

فتح القدیر باب الماء الذي یجوز بہ الوضوء ومالا یجوز صفحہ 93 جلد 1 پر ہے:
فلذا صرح في العنايه بانه اذا دبغ جلد الادمي طهر لا لكن لا يجوز الانتفاع به كسائر اجزائہ۔
ترجمہ: اسی لیے عنایہ شرح ہدایہ میں تصریح فرمائی ہے کہ جب آدمی کی کھال رنگی جائے تو پاک ہے لیکن اس کے دوسرے اعضاء کی طرح اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

گھوڑے کا گوشت حرام نہیں ہے:

نیز ظاہر الروایہ میں آئمہ ثلاثہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت طاہر اور ماکولات سے ہے، اور امام اول کے نزدیک اس کا گوشت مکروہ تحریمی اس کے احترام کی وجہ سے ہے کہ وہ جہاد کا آلہ اور ہتھیار رہے، اس کے ذریعے سے دشمنوں کو بھگایا جاتا ہے اور نجاست کی وجہ سے نہیں ہے۔

شامی کتاب الطھارۃ صفحہ 163 جلد 1 پر ہے:
(قولہ ومنہ الفرس فی الاصل) وھو ظاھر الروایہ عن الامام وھو قولھما و کراھة لحمہ عنده لاحترامہ لانہ الة الجهاد لا لنجاسة فلا یوثر فی کراھة سورہ۔
یعنی ظاہر الروایہ میں زیادہ صحیح قول پر امام اول حضرت ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک گھوڑے کا گوشت پاک ہے، اور اس کا گوشت اس کے احترام کی وجہ سے مکروہ ہے، کیونکہ وہ جہاد کا آلہ ہے، اور مکروہ اس لیے نہیں کہ وہ پلید ہو۔ پس جب گھوڑے کا گوشت پلید نہیں ہے اور اس کے احترام کی وجہ سے اس کا گوشت مکروہ ہے۔ لہذا اس کا جھوٹا مکروہ نہ ہوا۔ اب جدید دور میں جہاد کے آلات ایسے وجود میں آئے کہ گھوڑا آلہ جہاد نہ رہا پھر بھی اس کی سابقہ حرمت کی بنیاد پر اس کے گوشت کو کھانے کے لیے کوئی مسلمان تیار نہیں ہے۔ اب مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ گھوڑے کی حرمت، اور ہر انسان کی حرمت تو ان کے دل میں باقی ہے، لیکن سیادت کی عظمت سے ان کے دل محروم ہیں۔

گھوڑی کا دودھ حلال ہے:

اسی طرح گھوڑی کا دودھ حلال ہے لیکن مسلمان اس کو نہیں پیتے۔

تبیین الحقائق کتاب الطھارۃ صفحہ 130 جلد 1 پر ہے:
الا ترى ان مبنى حلال بالاجماع۔
ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا کہ بے شک گھوڑی کا دودھ حلال ہے، اس پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔

اسی طرح امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گدھی کا دودھ حلال ہے لیکن مسلمان اس کو استعمال میں نہیں لاتے۔

اسی تبیین الحقائق صفحہ 34 پر ہے:

و لبن الاتان طاھر۔یعنی گدھی کا دودھ پاک ہے۔

حلال جانور مردار ہو جائے تو اس کا دودھ اور انڈا پاک ہیں:

اسی طرح جب حلال جانور مردار ہو جائے تو اس کا دودھ اور انڈے اور پٹھے منجمد پنیر مایا پاک ہیں لیکن کوئی مسلمان ان کو استعمال نہیں کرتا۔

اسی تبیین کے صفحہ 26 جلد 1 پر ہے:

ولبن المیتة و بیضها و عصبها وانفحتها الصلبة طاهرة لان اللبن لا یموت.

ترجمہ: مردار جانور کا دودھ اس کے انڈے اس کے پٹھے ان کا سخت پنیر مایہ (جو بہنے والا نہیں) پاک ہیں کیونکہ دودھ پر موت نہیں آتی۔

بدائع کتاب النکاح صفحہ 263 جلد 2 پر ہے:

روی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ انہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکرھون الجمع بین القرابة فی النکاح وقالوا انہ یورث الضغائن و روی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ انہ کرہ الجمع بین بنتی عمین وقال لا احرم ذالک لکن اکرھہ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام آپس میں قرابت دار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا پسند نہیں کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اس سے کینہ پیدا ہوتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دو چچاؤں کی دو لڑکیوں کو نکاح میں جمع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے، اور کہتے تھے کہ میں اس کو حرام نہیں کہتا لیکن ناپسند کرتا ہوں۔

صفراء کے مرض والے کو شہد نقصان دیتی ہے اگرچہ شہد میں شفا ہے:

اسی طرح شہد میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے، لیکن صفرا کی بیماری والا اس کو نہیں کھاتا، اگر کھائے گا تو ان بجائے شفا دینے کے اسکی صفراوی بیماری کو اور بڑھائے گی حتیٰ کہ موت کے کنارے تک پہنچ جائے گا۔ اس لیے جان بچانے کی خاطر شہد کو استعمال نہیں کرتا۔ پس مسلمان جس طرح اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح اس کو چاہئے کہ سید زادی کا غیر کفو سید زادی کے ساتھ نکاح کرنے سے پرہیز کر کے اپنے ایمان کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس.

ترجمہ: اس (شہد کی مکھی) کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ پر رنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔

پیاز لہسن حرام نہیں ہیں لیکن ان کی بدبو کی وجہ سے کچا کھانے سے روک دیا۔
(مشکوۃ باب المساجد ومواضع الصلاۃ صفحہ 70 اس کو ابوداود نے بھی روایت کیا ہے۔)
آج مورخہ 17 جمادی الاول بروز جمعہ 1413 ھجری سوا سات بجے اللہ تعالی کے فضل وکرم اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی نظر عنایت سے یہ رسالہ اپنے اختتام کو پہنچا۔فللہ الحمد
وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ ونور ذاتہ سیدنا مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔
محمد عبد المجید اویسی غفرلہ بقلم خود
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ تحصیل کروڑ پکا ضلع لودھراں
13-11-1990

نوٹ: یہ فتویٰ حضرت شیخ الحدیث پیر سید ظفر علی شاہ صاحب مہروی جانشین حضرت قبلہ سید امام شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میر آباد شریف لودھراں کے کہنے پر علامہ محمد عبدالمجید اویسی صاحب نے مرحمت فرمایا اور اس کو حاصل کرنے کے لیے حافظ غلام صدیق پٹھان مہروی ولد غلام سرور ڈاکخانہ پرواضلع ڈیرہ اسماعیل خان کئی دفعہ لودھراں میں گے اور اس کو چھپوانے کی سعادت مجھ ناچیز کو نصیب ہوئی۔

سگِ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

خواجہ مشتاق احمد عفی عنہ پسر خواجہ نیاز احمد مفتی ملتان